لئے حسب ذیل عنوانات کے تحت روایات حدیث اور طبقات و تاریخ کی کتابوں سے متعلق یک جا کی ہیں:

۱۔رسول اکرم ﷺ خواتین کے گھر میں ۲۔مدنی خواتین کے گھروں میں ۳۔خواتین بیت نبوی میں ۴۔کاشانۂ نبوی میں مدنی خواتین ۵۔زیاراتِ خواتین اور اشاعت حدیث ۶۔احکام اسلام کا ارتقا اور زیارات خواتین، غزوات نبوی میں خواتین ۷۔خواتین کی تزویج نبوی ۸۔عورتوں کا حق خرید و فروخت اور کسبِ معاش ۹۔صحابہ کرامؓ اور خواتین کے معاشرتی تعلقات ۱۰۔عورتوں کی شکایات اور ان کا ازالہ ۱۱۔اختلاط مرد و زن کے اصول نبوی۔

جناب مؤلف نے لکھا ہے کہ نبوی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے مکی اور مدنی دونوں ادوار میں مختلف صحابیاتؓ کے گھروں میں ملاقات کے لئے جاتے تھے۔ان صحابیاتؓ کی دعوتوں میں شریک ہوتے تھے،ان کے ہاں قیلولہ فرماتے تھے،اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے۔اسی طرح خواتین نبی اکرم ﷺ کے کاشانے میں حاضر ہوتی تھیں۔ جناب مؤلف کے الفاظ میں ''مدینہ منورہ کے دس سالہ عہد (۶۲۲۔۶۳۲ء) میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں خواتین اسلام کی حاضری اور آمد کے بارے میں ہمارے قدیم و جدید دونوں سیرت نگاروں اور دوسرے مؤلفین نے روایات و احادیث کا انبار لگا دیا ہے جو متعدد دفاتر میں بھی نہیں سما سکتا۔ان میں مکی اور دوسری مہاجرات طاہرات بھی شامل ہیں اور مدنی انصار کی خواتین بھی۔ان کی آمد و رفت بالعموم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد گھروں میں سے کسی نہ کسی میں ہوتی تھی۔ (ص ۴۳)۔اگر چہ جناب مؤلف خواتینِ اسلام کی کاشانۂ نبوت میں حاضری کی روایات کے انبار کے ساتھ یہ شکوہ بھی کر چکے ہیں کہ ''ہمارے قدیم و جدید سیرت نگاروں نے مردوں کی حاضری کی روایات درج کی ہیں، لیکن عورتوں کی خدمتِ نبوی ﷺ میں آمد کے بارے میں کم لکھا ہے۔وہ عموماً خواتین اور بچوں کے بارے میں معلومات کو یوں بھی خاطر میں نہیں لاتے جو ان کی مردانہ عصبیت کی دلیل ہے،اور یہی عصبیت متاخرین میں شدت سے ملتی ہے''۔(ص ۳۸) کاشانۂ نبوی میں آنے جانے والی ان صحابیاتؓ سے جو روایات مروی ہیں اور جن سے دینی احکام مستنبط ہوتے ہیں، جناب مؤلف نے انہیں ''زیاراتِ خواتین اور اشاعتِ حدیث'' اور ''احکام اسلامی کا ارتقا اور زیارت خواتین'' کے تحت ایک جا کیا ہے۔ہنگامی حالات، مثلاً غزوات و سرایا میں خواتین کی شرکت پر تو اکثر سیرت نگاروں اور اہل قلم نے گفتگو کی ہے، مگر عمومی زندگی میں گھر کی چار دیواری سے باہر خواتین کے شریک کار ہونے پر منفی رویہ پایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے جناب مؤلف نے ''عورتوں کے حق خرید و فروخت اور کسبِ معاش'' کے تحت اپنا نقطۂ نظر پیش کیا ہے۔انہوں نے خواتین کی کاروباری دنیا میں شرکت کا ذکر کرنے سے پہلے واضح کیا ہے کہ ''عورتوں

کو نہ صرف عہد نبوت میں کسب معاش کا حق حاصل تھا، بل کہ ان کو پورے مواقع فراہم کئے جاتے تھے کہ وہ اپنی ذاتی، خاندانی اور دوسری ضروریات کے لئے مختلف پیشے اختیار کریں۔'' خواتین تجارت، زراعت اور مروجہ دست کاریوں سے وابستہ تھیں، حتیٰ کہ نبوی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون حضرت شفا کو بازار کے افسر کے طور پر مقرر کیا تھا، جو مردانہ تجارتی کاروبار کی دیکھ بھال کا فریضہ انجام دیتی تھیں۔

کتاب کے مطالعے سے یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں خواتین زندگی کے ہر میدان میں اسلامی اخلاق واقدار کی حدود میں رہ کر مردوں کے ساتھ ساتھ کام کر رہی تھیں۔ تاہم جناب مؤلف نے ''صحابہ کرامؓ اور خواتین کے معاشرتی تعلقات'' کے تحت جو کچھ لکھا ہے، یہ محرم اور غیر محرم کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے دینی ذہن رکھنے والوں کو مطمئن نہیں کرتا۔ کاروباری مقامات (مثلاً دفتر، فیکٹری، بازار وغیرہ) یا عام لوگوں کے درمیان کسی مرد کا غیر محرم خاتون سے بات چیت کرنا تو درست قرار دیا جا سکتا ہے، یا عام اجتماع میں مردوں اور خواتین کا اکٹھے ہونا برداشت کیا جا سکتا ہے، مگر تنہائی میں باہم ملنے کو احتیاط اور اسلامی اقدار کے خلاف ہی سمجھا جائے گا، جناب مؤلف نے عورتوں کے معاشرتی کردار کے حوالے سے افراط وتفریط میں مبتلا افراد کے لئے درمیان کا رستہ پیش کیا ہے، تاہم اس سلسلے میں کتاب کا اہم ترین باب ''اختلاطِ مرد وزن کے اصولِ نبویؐ'' ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ''بلاشبہ اسلام اور دین وشریعت بے محابا، بے وجہ اور بے قید اختلاطِ مرد وزن کے قائل نہیں ہیں، لیکن اجتماعی میل ملاپ، سماجی زیارات اور دوسرے معاشرتی میل جول کی اپنی حدود میں اجازت بھی دیتے ہیں''۔ (ص ۱۹۰)

جناب محمد یٰسین مظہر صدیقی کی یہ کاوش عبدالحلیم محمد ابوشقہ کی ''تحریر المرأۃ فی عصر الرسالۃ'' (جس کا ترجمہ اسلامی نظریاتی کونسل۔ اسلام آباد نے چار اجزا میں شائع کیا ہے) جیسی ایک کاوش ہے، اس سے بدلتے ہوئے دور میں دینی طبقات کی فکر پر روشنی پڑتی ہے، تاہم یہ وقت ہی بتائے گا کہ اس سے قدامت پسند دین دار طبقے میں کوئی لچک پیدا ہوتی ہے یا نہیں، البتہ اس امر کا پورا پورا امکان ہے کہ مغرب زدہ طبقہ اسے اپنے رویئے کے استشہاد میں پیش کرنے لگے۔ برصغیر پاکستان وہند وبنگلہ دیش کے مسلم معاشروں سے قطعِ نظر یورپ اور امریکہ میں آباد مشرق نژاد مسلمان، اور حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والی مقامی نو مسلم خواتین بہ حیثیت مجموعی محترم صدیقی صاحب اور عبدالحلیم محمد ابوشقہ مرحوم کے پیش کردہ تصورات کے مطابق ہی اپنی زندگی گزار رہی ہیں۔ اپنی دینی شناخت قائم رکھتے ہوئے کارزارِ حیات میں ہم وطنوں کے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے، غالباً اس کے سوا ان کے لئے کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں۔

''نشریات'' نے کتاب مناسب معیار پر شائع کی ہے۔